मौलाना आज़ाद नेशनल उर्दू यूनिवर्सिटी مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی
MAULANA AZAD NATIONAL URDU UNIVERSITY
Gachibowli, Hyderabad - 32

خطبۂ جلسۂ تقسیمِ اسناد

از

ڈاکٹر ایم.ایم.پلم راجو

عزت مآب وزیر برائے فروغ انسانی وسائل
حکومتِ ہند

۵ واں

جلسۂ تقسیمِ اسناد

٢٠١٣

24 اگست 2013ء
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی
حیدرآباد

خطبۂ جلسۂ تقسیمِ اسناد

از: ڈاکٹر ایم ایم پلّم راجو

عزت مآب وزیر برائے فروغ انسانی وسائل، حکومت ہند

بموقع

پانچواں جلسۂ تقسیم اسناد

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی

۲۴ر اگست ۲۰۱۳ء

بمقام

گلوبل پیس آڈیٹوریم، گچی باولی، حیدر آباد

ڈاکٹر سیدہ سیدین حمید، عزت مآب چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، پروفیسر محمد میاں، وائس چانسلر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، جسٹس راجندر سچر اور جناب عامر حسین خان اعزازی سند یافتگان، اراکین ایگزیکیٹو و اکیڈمک کونسل، معزز مہمانان، ڈاکٹریٹ حاصل کرنے والے اسکالرز، فارغ التحصیل ہونے والے سبھی طلبا و طالبات، طلائی تمغہ یافتگان اور ان کے قابل فخر والدین۔

ملک کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرنے والے دانشوروں اور ماہرین کی اس محفل میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے پانچویں جلسہ تقسیم اسناد کا خطبہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے مجھے خوشی محسوس ہورہی ہے۔ میں بڑی مسرت کے ساتھ یہ محسوس کرتا ہوں کہ مانو نے گزشتہ پندرہ برسوں کے وقفہ میں ترقی کے شاندار مدارج طے کیے ہیں جو میرے لیے نہایت متاثر کن بات ہے۔ گزشتہ دنوں ہارون خاں شیروانی مرکز برائے مطالعات دکن کی تقریب سنگ بنیاد کے موقع پر یونیورسٹی کیمپس میں اپنی آمد کے دوران ان کے بنیادی ڈھانچے اور ماحولیات دوست ماحول کا میں نے خود مشاہدہ کیا تھا اور مجھے لازماً اس بات کو تسلیم کرنا چاہئے کہ میرے لیے یہ ایک مسحور کن تجربہ تھا۔

میرے خیال میں تعلیم کی ترقی (یا اس طرح کا کوئی بھی میدان) قدر پر مبنی دو رویوں پر منحصر ہوتا ہے یعنی ''اعتماد'' اور ''ایمانداری''۔ وزارت فروغ انسانی وسائل کے نقطہ نظر سے مختلف تعلیمی منصوبوں پر عمل آوری کے لیے ایسے چند افراد پر بھروسہ کی ضرورت پڑتی ہے جو ان کی تکمیل کر سکتے ہوں اور جواب میں ان لوگوں کی جانب سے اخلاص اور عزم کی

توقع ہوتی ہے۔تب ترقی محض عمل کی حد تک محدود نہیں رہے گی بلکہ وہ خود فی نفسہ ایک فیصلہ کن امر بن جائے گی۔ٹھوس تعلیمی نتائج' انفراسٹرکچر' فراہم کیے جانے والے تعلیمی پروگرام اور سائنس و تکنالوجی کے کورسوں پر مناسب توجہ مجھے اس بات کا اعتراف کرنے پر مجبور کردیتے ہیں کہ مانو کی باگ ڈور اس کے آغاز ہی سے صحیح ہاتھوں میں رہی ہے۔اور اگر کبھی مانو اپنے اس مشن کی راہ میں سست گام ہوتی ہے تو مجھے اس بات کا یقین ہے اور موجودہ قیادت نے یہ ثابت بھی کردیا ہے کہ وہ اقلیتوں کی تعلیم اور خواتین کو بااختیار بنانے کے مانو کے مقاصد اور مشن کی تجدید اور احیا کرتے ہوئے اس کو نئی قوت و توانائی فراہم کرسکتی ہے۔

میرا خیال ہے کہ جامعات کو ملک کے تمام شہریوں کو بلا لحاظ ذات' مذہب' جنس و عمر اور معاشی و سماجی رکاوٹوں سے قطع نظر زندگی بھر اکتسابِ علم کے مواقع فراہم کرنا چاہیے۔اس سے تعلیم میں مساوات اور رسائی کا ہدف حاصل ہوسکے گا۔لیکن کسی بھی جامعہ کے منصوبہ میں مرکزی حیثیت تعلیم کے معیار کو ہی دی جانی چاہیے۔

ایک کامیاب جامعہ وہی ہے جس کی تدریس و اکتساب کی اساس خود اس کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتی ہے۔کسی بھی جامعہ کی جانب سے پیش کیے جانے والے تعلیمی پروگراموں کو حقیقی دنیا کی ضروریات پر مبنی ہونا چاہیے۔میری تجویز ہے کہ ہر جامعہ لازماً ضرورتوں' نوکریوں کے مواقع اور بازار میں اس طرح کے پروگراموں کی مانگ کے مدت وغیرہ کے اعتبار سے تحقیقی پروگراموں کی شروعات کرے اور کسی بھی پروگرام یا کورس کی پیش کش سے پہلے اس کے قابل عمل ہونے سے متعلق رپورٹ (Feasibility Reports) ضرور تیار کی جائے۔میری تجویز یہ بھی ہے کہ کسی بھی کورس یا تعلیمی پروگرام کے آغاز سے پہلے جامعہ کو اس کورس کی ضرورت اس میں روزگار کے مواقع، مارکٹ میں اس کی مانگ کی مدت وغیرہ کے

بارے میں تحقیق کی کروانی چاہیے۔ اور کسی بھی پروگرام یا کورس کو شروع کرنے سے پہلے اس کے قابل عمل ہونے سے متعلق رپورٹ تیار کرنی چاہیے۔

مجھے معلوم ہے کہ مانو نے انجینئرنگ، ٹکنالوجی اور مینجمنٹ وغیرہ کورسوں کا آغاز کردیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ جامعہ فنِ تعمیر، شہری منصوبہ بندی، فارمیسی، عملی فنون اور دستکاری، ہوٹل مینجمنٹ اور کیٹرنگ ٹکنالوجی وغیرہ کورسوں کا بھی آغاز کرے تا کہ یہ صحیح معنوں میں ایک جامع یونیورسٹی بن سکے۔

ہندوستان کو ہنر مند افرادی قوت کی ضرورت ہے اور یہ افرادی قوت اگر مانو جیسی جامعہ سے حاصل ہو، جو اردو میں تعلیم فراہم کرتی ہے، تو اس سے ثقافتی اور لسانی اعتبار سے ترقی یافتہ قوم کی تعمیر میں مدد ملے گی۔ جو تمام احساسات سے متعلق باخبر ہے یہاں تک کہ مانو کی اس جدوجہد کا بھی کہ مطلق ترقی اور مکمل خوشحالی کو یقینی بنایا جائے۔

ابھرتی ہوئی اور جدید ترین ٹکنالوجیوں سے متعلق پروگراموں کی فراہمی بلاشبہ جامعہ کے مقام و مرتبہ کو بلند کرنے کا ایک بہت ہی مقبول اور جدید ترین طریقہ ہے تاہم جامعہ متبادل ٹکنالوجیوں کی فراہمی یا خود نئی ٹکنالوجیوں کی تیاری کے سلسلے میں بھی سرگرمیوں کا آغاز کرسکتی ہے جس سے ایک موثر اور خود مکتفی ادارے کی حیثیت سے اس کا مقام بلند ہوسکے۔

مانو کو میرا مشورہ ہے کہ وہ خود اپنا ایک تعلیمی تحقیقی ایجنڈا تیار کرے اور اپنی ترجیحات کا تعین کرے۔ بلاشبہ اردو ایک نہایت ہی خوبصورت زبان ہے اور اس کی اساس شاعرانہ ہے، لیکن اس کے باوجود اس کے پھیلاؤ کے لیے ضروری ہے کہ سائنس اور ٹکنالوجی اس کی بنیاد بنے۔ مجھے یقین ہے کہ پروفیسر محمد میاں کی قیادت میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اس ضمن میں اپنی جانب سے پوری کوشش کررہی ہے۔

مانو کو محض لسانی اقلیت کے ٹھپہ والی یونیورسٹی نہیں ہونا چاہیے اس کو ایسا لائحہ عمل تیار کرنا چاہیے جس پر چل کر یہ ایک جامع یونیورسٹی بن سکے۔ ایک ایسی یونیورسٹی جہاں، تعلیمی، سائنسی، ثقافتی اور فنکارانہ لین دین تبادلے اس کی تدریس و تحقیق کا محور بن جائیں۔ تدریسی و تحقیقی سرگرمیوں کا منبہ ہوں۔ انہیں خاطر خواہ فروغ دیا جانا چاہیے۔

میرا خیال ہے کہ جدید ہندوستانی تعلیمی نظام کی اقدار تکثیریت، جدت اور تحقیقی سرگرمیوں میں مضمر ہیں۔ تعلیم میں رنگا رنگی کے ضمن اکاڈمک تنوع، موثر پیشہ ورانہ سرگرمیوں، سائنس اور ٹکنالوجی پر مبنی پروگراموں کا فروغ، علم کا لسانیاتی تحفظ، علاقائی زبانوں کا فروغ اور ان کی توسیع، ان علاقائی زبانوں کی پرورش و پرداخت جن کو خطرہ لاحق ہے، ناپید ہونے والی زبانوں کا احیائے نو وغیرہ شامل ہیں جن کو ہمارے ملک میں اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ فی الوقت، ہمارا اعلیٰ تعلیم کا نظام، 42 مرکزی جامعات، 243 ریاستی جامعات، 53 خانگی جامعات، 130 متصورہ (ڈیمڈ) جامعات، 33 مرکزی اہمیت کے حامل ادارے (جو پارلیمنٹ کے ایکٹ کے تحت قائم ہوئے ہیں) اور 5 دیگر اداروں (جو مختلف ریاستی قانون ساز اسمبلیوں کے تحت قائم ہوئے ہیں) پر مشتمل ہے۔ کالجوں کی تعداد میں بھی زبردست اضافہ ہوا ہے۔ 1950ء میں 578 کالج تھے جو 2011ء میں بڑھ کر 30,000 تک پہنچ گئے ہیں (MHRD ویب سائٹ)۔ ہندوستان، امریکہ اور چین کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا اعلیٰ تعلیمی نظام کا حامل ملک ہے۔ تاہم حکومت کی جانب سے ہر قسم کی مدد کے باوجود کہیں نہ کہیں ہماری جامعات اکثر یوروپی اور مشرقی ایشیائی جامعات کے مقابلے میں پیچھے رہ جاتی ہیں۔ مسئلہ شاعر بامعنی اور ٹھوس تحقیقی سرگرمیوں کے فقدان کا ہے۔ سماجی احتیاجات اس کا سبب ہیں۔ ہمارے یہاں تدریس تجسس اور تنقیدی سوچ کی حوصلہ افزائی

نہیں کرتی۔ درمیانہ درجے کی قابلیت پر مطمئن ہوجانے سے ہمارے یہاں اعلیٰ تعلیم میں امتیاز واختصاص (Excellence) کے حصول میں رکاوٹیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم معیاری تعلیم کی فراہمی اور نتیجہ خیز تحقیق کے لیے پوری سنجیدگی سے عمل کریں۔ کسی بھی جامعہ کے استاد کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ (طلبا کو) معلومات فراہم کرے، فہم کو فروغ دے اور تحقیق کو بڑھاوا دے اور نتائج سے بہرہ ور ہو۔ یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب کہ جامعہ کے اساتذہ ایک مخلص رہنما (Sincere Guide) کا کردار ادا کریں۔ انٹرنیٹ کی بدولت عصر حاضر میں معلومات تک رسائی ہر کسی کے لیے نہایت ہی آسان بن گئی ہے جس کے باعث آج دنیا میں اساتذہ کا کردار کئی سوالوں کے دائرہ میں آگیا ہے۔ ایسی صورتحال میں کسی جامعہ کا استاد اپنے وجود یا ناگزیریت (Indispensibility) کا جواز کس طرح پیش کرسکتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ آج وہی اساتذہ تعلیمی رہنما بن سکتے ہیں جن کی سوچ محدود نہیں ہے اور جو مختلف امور، مسائل اور تناظر میں نئی نئی بصیرتیں عطا کرسکتے ہیں۔ آج دوسری باتوں سے ہٹ کر، میرا خیال ہے کہ اگر جامعہ کا استاد کسی بھی بامعنی سرگرمی کے لیے اپنے طلبا کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا ہے تو وہ بے کار ہے اور جامعہ پر ایک بوجھ ہے۔ اگر کوئی استاد وقت پر اپنے نصاب کی تکمیل کرتا ہے تو یہ واقعی اچھی بات ہے جس سے اس کے اکاڈمک پروفائل میں مستقل بہتری ہوتی رہتی ہے لیکن سب سے اچھی بات یہ ہوگی کہ استاد اپنے طلبا کو ایسی تحقیق پر ابھارے جو سماج کو لاحق مسائل اور امراض کے حل اور علاج میں معاون ہو۔ ایک عظیم ماہر تعلیم اور اسکالر کو نظر ثانی کے لیے ایک مسودہ (Script) موصول ہوا انہوں نے مصنف کو لکھا۔ ''جناب آپ کا مسودہ اچھا بھی ہے اور اصلی (Original) بھی ہے۔ لیکن وہ حصہ جو اچھا ہے اصلی نہیں ہے اور وہ جزو جو اصلی ہے، اچھا نہیں ہے۔'' اس سے

ہماری اسکالرشپ کا اچھی طرح سے اندازہ ہوجاتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ جامعہ کو سب سے پہلے اپنے اسکالروں کو اولین ترجیح کے طور پر تعلیمی دیانت داری کی اہمیت، اصلیت کی اہمیت اور سماجی، علمی اور معاشی نوعیت کی تحقیق کی اہمیت سے متعلق درس دینا چاہیے۔

جامعات کے اساتذہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ جدید اکتسابی حکمت عملیوں اور طریقوں کو فروغ دیں۔ مستند اکتساب دراصل کسی جامعہ کے نتائج سے ظاہر ہوجاتا ہے جو تحقیق کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں۔ صرف ناخواندگی کا خاتمہ اور خواندگی کو فروغ دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ موثر خواندگی کو فروغ دینے کے لیے راہیں بھی تلاش کرنی ہوں گی۔ ''موثر خواندگی'' سے میری مراد ایک ایسا علم ہے جو باعزت زندگی کے مواقع فراہم کرے اور جو متنوع ثقافتی کردار کے حامل طبقات کے مابین ہم آہنگی اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے میں مددگار ثابت ہو۔ مجھے اس بات پر مکمل یقین ہے کہ اسے جامعہ کی سطح پر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی آسانی سے ایک تحقیقی جامعہ (Research University) بن سکتی ہے۔ اور یہ اس کے اساتذہ کے ہاتھوں ہی ممکن ہے۔ میری تمنا ہے کہ یہ جامعہ معذور افراد کو بھی اعلیٰ تعلیم کی جانب متوجہ کرنے کی طرف خصوصی جدوجہد کرے۔

جیسا کہ مسلمانوں میں اعلیٰ تعلیم کا مجموعی تناسب ہندوستان کے دوسرے سماجی مذہبی گروہوں کے اعلیٰ تعلیم کے مجموعی تناسب کے مقابلے میں اقل ترین ہے۔ یہ یونیورسٹی اعلیٰ تعلیم کی سطح میں اضافہ کرنے کے لیے قوم کو راغب کرنے کی بہترین خدمات انجام دے سکتی ہے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ ملک میں 6.8 ملین طلبا سالانہ فارغ التحصیل قرار دیے جاتے ہیں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہندوستانی صنعت میں ہنرمند افراد کی کمی ہے۔ (حوالہ: منصوبہ بندی کمیشن میں MHRD کا پریزنٹیشن)۔ ہر جامعہ اور اس سے ملحقہ اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ فارغ ہونے والے طلبا کو موثر طور پر ہنرمند بنائیں تا کہ وہ مختلف صنعتوں

کے لیے کارآمد ثابت ہوسکیں۔

مانو جس شخصیت کے نام نامی سے منسوب ہے ان کا تعلیمی وِژن اور قوم کی خواندگی کے لیے عزم بلاشبہ لاجواب ہے۔ مولانا آزاد نے ہندوستان کے پہلے وزیر تعلیم کے طور پر نہ صرف یونیورسٹی گرانٹس کمیشن قائم کرتے ہوئے ملک کی مدد کی بلکہ وہ اعلیٰ تکنیکی تعلیم کے معمار بھی بن گئے۔ یہ یونیورسٹی کی جانب مولانا آزاد کو شایانِ شان خراج عقیدت ہوگا اگر یہ تکنیکی تعلیم میں ترقی کرتی ہے اور ملک کی تعمیر و ترقی اور سائنس و ٹکنالوجی کے میدان میں اس کی پیش رفت میں اُردوداں طبقے کو اپنا موثر کردار ادا کرنے میں معاون بنتی ہے۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ مانو نے 12 ویں پنج سالہ منصوبہ میں سائنس اور ٹکنالوجی کے تعلیمی کورسوں پر خصوصی توجہ مرکوز کی ہے اور اپنے 12 ویں پنج سالہ منصوبہ کو اس نے ''اردو برائے سائنس اور سائنس برائے اردو'' کا نعرہ دیا ہے۔ اگر مانو اس جانب پیش قدمی کرتی ہے تو میں اپنی وزارت کی جانب سے ہر طرح کی مدد و تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔

آخر میں، میں آج سبھی فارغ التحصیل طلبا و طالبات کو مبارکباد دیتا ہوں اور ان کی توجہ اس جانب مبذول کرتا ہوں کہ وہ تعلیم کو پھیلانے' مفاہمت کو فروغ دینے' بے لوث اور دیانت دارانہ زندگی گزارنے کی جانب پوری تندہی سے مصروف ہوجائیں۔ میں اساتذہ اور مانو کے دیگر عملہ کی خدمت میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ سب سے آخر میں جامعہ سے فارغ ہونے والے تمام طلبا و طالبات کے والدین کو بھی اپنی جانب سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

آپ کا شکریہ

نیک تمنائیں

☆☆☆